خلاصۂ درس:۵

کلام کی تعریف: کلام ایسا لفظ ہے جس میں [کم سے کم] دو کلمے اِسناد کے ساتھ موجود ہوں۔

- یہاں پر لفظ سے مراد زبان سے ادا ہونے والے حروف کا با معنی مجموعہ ہے۔ اب ہو سکتا ہے ظاہری طور پر وہ ایک ہی لفظ ہو مگر اسے کلام کہا جا سکے جیسے أُنْصُرْ (یعنی مدد کرو)، یا حتیٰ ایک حرف بھی کلام ہو سکتا ہے جیسے قِ (یعنی بچاؤ)۔
- **اِسناد** یعنی دونوں کلموں کے درمیان باہمی نسبت ہو اور ایک کا تعلق دوسرے سے ہو اس طرح کہ اگر اسی پر خاموش ہو جائے تو مخاطب کو پوری بات پہونچ جائے انتظار نہ ہو۔ چنانچہ ایک مسند اور دوسرا مسند الیہ کہلائے گا جیسے: قَامَ زَيْدٌ.
- اسناد نہ ہو تو کلمے چاہے کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں کلام نہیں کہلائیں گے۔ یہی کلام کا ضروری ترین جز ہے۔
- فائدہ تامہ یعنی مخاطب کو کلام سن کر پوری بات سمجھ میں آجائے اور کلام کا پورا فائدہ پہونچ جائے۔

کلام کی قسمیں: کلام دو طرح کا ہوتا ہے:

جملۂ اسمیہ: جو دو اسموں سے مل کر بنے جیسے امیر المؤمنین علیہ السلام کا یہ جملہ: اَلْوَرَعُ جُنَّةٌ. یا صرف پہلا کلمہ اسم اور دوسرا فعل ہو جیسے زَيْدٌ قَامَ، اَللهُ يَعْلَمُ.

جملۂ فعلیہ: جس کا پہلا کلمہ فعل ہو اور دوسرا اسم جیسے آیت کریمہ: جاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْباطِلُ۔

- کلام مسند اور مسند الیہ سے بنتا ہے اور یہ دونوں اسم و فعل کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتے لہذا کلام اسم و فعل کے بغیر نہیں بن سکتا ہے۔
- حرف ندا یعنی يَا، أَيَا وغیرہ فعل أَدْعُوْ و أَطْلُبُ کا قائم مقام ہوتا ہے لہذا حقیقت میں وہ فعل ہے پس جملہ کا آغاز حقیقت میں فعل سے ہوا ہے لہذا یہ جملہ فعلیہ ہے۔ اور حقیقت میں اس طرح ہے: أَدْعُوْ اللهَ، أَطْلُبُ مُحَمَّداً.